ادبی مصادر میں آثار عمرینؓ

آثار عمرؓ

(۸)

جناب ڈاکٹر ابو النصر محمد خالدی صاحب پروفیسر شعبۂ تاریخ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

۱۰۲ عمرؓ نے سعید بن حاتم سے فرمایا: اللہ کی نعمت سے ایسے ہی چوکنے اور ہوشیار رہو جیسے کہ گناہ سے خبردار رہتے ہو۔ مجھے اس کا اندیشہ کم ہے کہ تم گناہ میں گرفتار ہو جاؤ مگر اس کا اندیشہ زیادہ ہے کہ شاید نعمت سے آزمائے جاؤ ایسا نہ ہو کہ نعمت کا مصرف بے جا ہونے سے عملاً اللہ کی ناشکری ہو، نعمت چھن جائے اور عذاب میں پڑو۔

البخلاء ج ۲ ص ۷۹

۱۰۳ عمرؓ نے فرمایا: میں تمھیں بے کاری کی بدانجامی سے خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھو معروفیت نہ ہونے کی وجہ سے جتنی برائیاں پیدا ہوتی ہیں وہ سب اس کا نتیجہ ہیں۔

البخلاء۔ ج ۲ ص ۷۹

۱۰۴ غیلان بن سلمہ بن معتب ثقفی ایک قلیل الکلام شاعر ہیں۔ اسلام قبول کیا اور غالباً طاعون عمواس میں یا سنہ ۲۳ ھ میں انتقال فرمایا۔

الیدعال: یمن کے آخری حمیری حکمران نے یہودیت اختیار کی پھر مسیحیوں کو دردناک سزائیں دیں۔ ان لوگوں نے شرقی مسیحیت کے شہنشاہ جسٹین اول سے قسطنطنیہ جا کر

مدد کی درخواست کی۔ اس نے اپنے زیر انتداب حبشی حکمران نجاشی کو ان مسیحی عربوں کی امداد کا حکم دیا۔ نجاشی نے ابرہہ کی سالاری میں یمن پر ایک فوج بھیجی۔ اس نے یہودی حکمران کو مار بھگایا۔ مگر ابرہہ خود یمن پر مستقل حاکم ہو گیا۔ اور مسیحیت یمنیوں میں راسخ کرنے کے لئے یہاں ایک عالی شان کلیسا تعمیر کرایا اور عام عربوں کو کعبہ کی طرف سے روگردانی کرنے کے لئے مکہ میں کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کیا۔ راہ نمائی کے لئے بنو ثقیف کا ایک شخص ابو رغال مامور ہوا۔ یہ مہم بہت ہی بری طرح ناکام ہو گئی۔ ابو رغال نے راہ نمائی مجبوراً قبول کی تھی تاہم اہل عرب اس کی قبر سے گزرتے تو پتھر مار کر اس سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے رہتے تھے۔

جب بنو ثقیف نے اسلام قبول کیا تو قریش کی طرح اسلام پر قائم رہے ارتداد کے فتنہ میں مبتلا نہیں ہوئے۔

اسی قبیلہ کے ایک شیخ غیلان بن سلمہ بن معتب نے اسلام قبول کیا تو راہِ خدا میں وہ اتنے آگے بڑھے کہ اپنے لونڈی غلام فی سبیل اللہ آزاد کر دئے اور اپنا سارا مال دیر کعبہ کے از سرنو بنانے (یا اس کی درستی وغیرہ کے لئے صرف کر دینا چاہا۔

عمرؓ نے غیلان سے کہا: تم اپنا مال واپس لے لو اور دوسرے حقوق میں صرف کرو۔ (کعبہ کی اصلاح و درستی بیت المال سے ہو سکتی ہے) ورنہ میں تمہاری قبر پر اسی طرح پتھر برساؤں گا جس طرح ابو رغال کی قبر پر برسائے جاتے ہیں۔

البخلاء ج ۲ ص ۱۳۹

الحیوان ج ۶ ص ۱۵۷ باختلاف خفیف

توضیح: جاحظ نے الحیوان میں خبر کے آخر میں یہ جو لکھا ہے کہ اس کے سوا بھی آپ نے کچھ کہا تو شاید اس سے مراد وہ جملے ہیں جو اس کے پیشرو محمد بن سلام جمحی م ۲۳۱ ھ نے اپنی کتاب طبقات الشعراء میں (صفحہ دو سو ستائیس ۲۲۷ پر) نقل کئے ہیں۔ اردو میں ان کا مطلب یہ ہے:

شیطان نے تیرے دل پر اپنا اثر ڈالا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیری عقل ماری گئی ہے۔ اپنا مال واپس لے لے۔ اپنی بیویوں کو جو طلاق دی ہے اس سے رجوع کر ورنہ میں حکم دوں گا کہ تیری قبر پر اسی طرح پتھر مارے جائیں جیسے کہ ابی رغال کی قبر پر مارے جاتے ہیں۔

عمرؓ کی اثر کا لب لباب یہ ہے کہ ہر مسلمان توسط اور اعتدال کی راہ اختیار کرے جیسا کہ تنزیل سورۂ الفرقان میں مومنوں کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ بے ضرورت خرچ کرتے ہیں اور نہ کوتاہ دست و کوتاہ دل ہیں۔ بلکہ دونوں کے درمیان توازن پر قائم رہتے ہیں۔

اور اس سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل (سورۂ اسریٰ ۱۷) میں جو فرمایا گیا ہے اس کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلموں میں اتنا اعتدال ہونا چاہیئے کہ وہ بخیل بن کر دولت کی گردش کو روکیں اور نہ فضول خرچ بن کر اپنی معاشی طاقت کو برباد کر دیں۔ ان کے اندر توازن کی ایسی حس بیدار رہنی چاہیئے کہ وہ بجا خرچ سے باز بھی نہ رہیں اور بے جا خرچ کی خرابیوں میں مبتلا بھی نہ ہوں۔ لابدی ضروریات، پیشہ کی ضروریات، اسباب راحت اور تعیش و نمائش میں فرق کریں۔

۱۰۵ جاحظ اپنے استاد عبدالملک بن قریب اصمعی م ۲۱۶ کی مجلس میں حصول علم کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

ایک روز اصمعی نے حاضرین مجلس میں سے اپنے بازو بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: بتاؤ! .... کے بیٹے! تمھارا سالن کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا گوشت!

اصمعی: کیا روزانہ؟

جواب: جی ہاں روزانہ گوشت۔

اصمعی: کیا اس کے ساتھ زرد و سفید، سرخ و سبز، ترش و شیریں و نمکین سبھی کچھ؟

جواب: جی ہاں یہ بھی۔

اصمعی: یہ خور و نوش تو بہت بُرا ہے ۔ یہ آل خطاب کا کھانا پینا تو ہرگز نہیں۔ عمرؓ تو ایسے کھانے پینے والے کو مار بیٹھتے تھے ۔ آپؓ فرماتے تھے :

گوشت کا عادی شراب کے عادی کے جیسا ہوتا ہے (کہ نہ ملنے پر بے چین ہو جاتا ہے)

پھر اصمعی نے اس کے بازو بیٹھے ہوئے سے پوچھا :

اصمعی : بتاؤ .... کے بیٹے ! تمھارے سالن کیا ہوتے ہیں ؟

جواب : کئی طرح کے ہوتے ہیں ۔ غذا کا بڑا جز تو اچھا اور کئی رنگ کا ہوتا ہے ۔

اصمعی : کیا سالنوں میں تیل (مکھن ، چکنائی) بھی ۔

جواب : جی ہاں یہ بھی ہوتا ہے ۔

اصمعی : گوشت اور مکھن دونوں ایک ہی دسترخوان پر ؟

جواب : جی ہاں ۔

اصمعی : یہ آل خطاب کا کھانا پینا تو ہرگز نہیں تھا ۔ ابن الخطاب تو ایسی غذا کھانے والے کو مار بیٹھتے تھے ۔ آپؓ جب کبھی مختلف کھانوں کی کئی ہانڈیاں دیکھتے تو ان سب ہانڈیوں کو ایک دیگ (بڑے لگن) میں الٹ دیتے اور فرماتے تھے ۔ اگر اہل عرب ایسی غذائیں کھانے لگیں تو ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے ۔

پھر اصمعی نے اس شخص کے بازو بیٹھے ہوئے سے پوچھا :

اصمعی : .... کے بیٹے بتاؤ تمھارا سالن کیا ہوتا ہے ؟

جواب : چربی دار گوشت اور بکری کا بھونا ہوا بچہ ۔

اصمعی : اور اس کے ساتھ میدہ کی روٹی ؟

جواب : جی ہاں

اصمعی : یہ آل خطاب کی غذا نہیں تھی ۔ ابن الخطاب تو ایسی غذا کھانے والے کو مار بیٹھتے تھے ۔ کیا تم نے آپ کا یہ قول نہیں سنا : کیا تم سمجھتے ہو کہ میں خوشبودار خوش رنگ

مزیدار غذا سے واقف نہیں ہوں ؟ یہ ہے لیلی کے قورمہ کے ساتھ میدہ کی روٹی ۔"

اصمعی پھر اس کے بازو بیٹھے ہوئے سے پوچھتے ہیں :

اصمعی : .... کے بیٹے ! بتاؤ ! تمہارا سالن کیا ہوتا ہے ۔

جواب : ہم زیادہ تر تو بکری کا گوشت کھاتے ہیں یا پھر اس کا قلیہ بنا لیتے ہیں اور اسی کے گوشت کا کچھ حصہ بھون لیتے ہیں ۔

اصمعی : کیا اس کے ساتھ اس کا جگر اور چربی ملا کر زیادہ مزیدار بنانے کے لئے مسالے بھی ڈال لیتے ہو ؟

جواب : جی ہاں

اصمعی : یہ آل خطاب کی غذا نہیں تھی ۔ ابن الخطاب تو ایسی غذا کھانے والے کو مار بیٹھتے تھے ۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ آپ فرماتے تھے "کیا تم سمجھتے ہو کہ میں جگر، کلیجی، گوشت اور تل و منقی وغیرہ سے تیار کی ہوئی غذاؤں کے استعمال کی حیثیت و مقدرت نہیں رکھتا؟"

اصمعی : سنو اور غور کرو ۔ عمرؓ ان سب چیزوں سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود ان کا کھانا ناپسند فرماتے تھے ۔

پھر اصمعی اس شخص کے بازو بیٹھے ہوئے سے سوال کرتے ہیں ۔

اصمعی : بتاؤ ! ..... کے بیٹے تمہارا سالن کیا ہوتا ہے ؟

جواب : پسندے ، قیمہ ، کوفتے اور سیوں سے تیار کئے ہوئے کئی میٹھے ۔

اصمعی : یہ عجمیوں کی غذا اور کسری کا خورد و نوش ہے ۔ میدہ کی روٹی کے ساتھ شہد و مکھن !

اصمعی اسی طرح جملہ اہل مجلس سے پوچھتے رہے اور جو جواب ملتا کہتے کہ یہ آل خطاب کی غذا نہیں ہے ۔ عمرؓ تو ایسی غذا پر مار بیٹھتے تھے ۔

اصمعی کی یہ گفتگو ختم ہو گئی تو حاضرین میں سے ایک نے ذرا جرأت کی اور پوچھا :

یا اباسعید! آپ کی کیا غذا ہے۔ اصمعی نے فرمایا۔ ایک روز دودھ، ایک روز زیتون، ایک روز مکھن، ایک روز پنیر اور ایک روز روکھی روٹی۔ اور ایک روز گوشت۔ یہ ہے آل خطاب کی غذا۔

البخلاء۔ ج ۲ ص ۱۶۲، ۱۶۳

۱۰۶ عمرؓ کو ایک نہایت عمدہ ترکی گھوڑے پر سوار کرایا گیا۔ وہ بہت ہی خوش رفتاری سے چلا (کہ سوار اور دیکھنے والوں دونوں کو اچھا معلوم ہوا) عمرؓ نے کہا: مجھے اس شیطان سے دلفریب سواری سے دور رکھو۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "اللہ نے تم کو جو چیز عطا کی ہے اس کے سوا بناوٹی چیزوں سے دکھاوے کے لئے عزت حاصل کرنے کی کوشش مت کرو۔

البخلاء ج ۲ ص ۱۶۵

۱۰۷ سعید کہتے ہیں مجھ سے میرے والد نے کہا: میں نے ابوالخطاب یزید سے سنا کہ وہ ترکوں کے بارے میں عمرؓ کا یہ قول نقل کرتے تھے۔ آپؓ کہتے تھے "ترک ایک ایسا دشمن ہے کہ اگر جولانی دکھائے تو اس کا پکڑنا مشکل۔ اور گرفتار ہو جائے تو اس کا لباس واسلحہ وغیرہ بہت تھوڑے۔

مناقب الترک۔ رسائل۔ ج ۱ ص ۷۵

جاحظ نے یہی بات ایک لفظ کے تغیر سے اسی رسالہ میں یوں نقل کی ہے:
عمرؓ نے فرمایا: ترک ایسا دشمن ہے جو دیوانے کتے کی طرح سخت ہے خواہ لڑے خواہ بھاگے۔

مناقب الترک۔ رسائل۔ ج ۱ ص ۷۶

۱۰۸ عالیہ واقع نجد کے ایک شخص نے کہا کہ عمرؓ نے ابوزبید حرملہ الطائی کو ببر کا وصف بیان کرنے سے منع کیا۔ ابوزبید اپنے قصیدوں میں ببر کے خوف ناک و دہشت انگیز ہونے

کو بیان کرنے میں لاثانی تھا۔

مناقب الترک۔ رسائل۔ ج ۱ ص ۵۷

ملحوظہ: عمرؓ کی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ اس سے لوگوں میں ببر سے بے ضرورت خوف و دہشت پیدا ہو جائے گا۔ اور شعر میں ہونے کی وجہ سے زیادہ عام بھی۔

دوسری کتابوں میں یہ ممانعت عثمانؓ سے منسوب ہے جیسے مثلاً الاغانی ج ۱۱ ص ۲۴ وخزانۃ الادب۔ عبد القادر م ۱۰۹۳ھ ج ۲ ص ۱۵۵۔

۱۰۹ عمر بن خطابؓ نے فرمایا:

الف: "اگر لوگوں کی خواہش مختلف نہ ہوتی تو اللہ علاقوں کو آباد نہ کرتا (یعنی لوگ اپنی اپنی طبیعتوں کے موافق مختلف جگہیں پسند کرتے اور وہیں رہ پڑتے ہیں اور بر بنائے طبیعت ان کو اپنے موافق مزاج مقام سے محبت ہو جاتی ہے۔)

مناقب الترک۔ رسائل۔ ج ۱ ص ۶۴

ب: "وطن کی محبت کی وجہ سے اللہ نے بستیاں بسائی ہیں۔"

الحنین الی الاوطان۔ رسائل۔ ج ۲ ص ۳۸۹

۱۱۰ چغل خور راز دار نہیں ہوتا۔ عمرؓ کی مثال سے یہ بالکل واضح ہے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو چاہا کہ اپنا اسلام جلد سے جلد لوگوں میں مشہور ہو جائے۔ اس غرض کے لئے آپ نے پوچھا کہ مکہ میں سب سے زیادہ بدنام چغل خور کون ہے۔ کہا گیا کہ جمیل بن نخیت کی یہ خصلت عام ہے تو آپ اس کے یہاں آئے۔ اس کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی اور یہ بھی کہا کہ ذرا اس کو راز میں رکھو کسی کو اس کی خبر نہ ہونے پائے۔

مگر ہوا یہ کہ چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزرنے پائے تھے مکہ میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو عمرؓ کے اسلام لانے سے ناواقف رہا ہو۔

کتمان السر وحفظ اللسان۔ رسائل ج ۱ ص ۱۵۳

۱۱۱۔ عمرؓ نے قاضیوں کو ایک گشتی مراسلہ لکھا کہ قرابت داروں کو عدالت کے احاطہ (میدان۔ علاقہ) سے باہر رکھو (یا عدالت کے شور و پکار سے دور ہی رکھو۔ باہمی گفت و شنید کر کے آپس ہی میں اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کر لینے دو)

عدالت میں حاضر ہو کر فیصلہ چاہنے سے ردو قدح کی وجہ سے آپس میں حسد و کینہ پیدا ہوتا ہے۔

فی الجد والهزل۔ ج ۱ ص ۲۶۵

ملحوظہ: درج بالا مراسلہ یا اس کا کسی جز کوئی ایسی کتاب میں نظر نہیں پڑا۔ جو میں نے دیکھی ہو۔ یہ بھی واضح نہ ہو سکا کہ آخری جملہ "فان ذالک ..... الخ اصل مراسلہ کا جزو ہے یا جاحظ کا تبصرہ۔

۱۱۲ عمر بن الخطاب نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کو لکھا جب کہ آخر الذکر قادسیہ میں تھے۔ اہل فوج کو دورِ جاہلیت کے حوادث بیان کرنے سے روکو ان سے پرانی دشمنیاں یاد آتیں اور کینے تازہ ہوتے ہیں۔ انھیں ایسے معرکوں کے قصے سناؤ جن میں اللہ نے عظیم الشان واقعات ظاہر کئے۔ ایسے وقائع اس وقت تک سناؤ جب تک وہ دلچسپی سے سنیں انھیں اتنا طول نہ دو کہ وہ اکتا جائیں۔

رسالۃ فی نفی التشبیہ رسائل ج ۱ ص ۲۹۰

ملحوظہ: خیال رہے کہ اس زمانہ میں سپاہیوں کو فارغ اوقات گزارنے کے ذریعے حاصل نہیں تھے۔ ان کے یہاں صرف قدیم حکایتیں ہی تھیں۔ وہ انھیں چاندنی راتوں میں صحن میں یا گھروں میں آگ کے گرد بیٹھ کر بیان کرتے تھے اور یہی ان کی تفریح تھی۔ رات کے وقت ایسی ہی تفریحی گفتگو کو سامرہ کہتے ہیں۔

۱۱۳ عمرؓ نے فرمایا: اللہ نے کسی کو کوئی ایسی تازہ (یا نئی) نعمت نہیں دی کہ تم اس نعمت پر کسی اور کو حسد کرتا ہوا نہ پاؤ۔ اگر کوئی شخص خواہ تیر کی طرح ہی سیدھا کیوں نہ ہو تب بھی لوگ

اس کو آزما کر دیکھنا چاہیں گے کہ آیا وہ واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ بظاہر دکھائی دیتا ہے یا اس میں کچھ کجی ہے۔

کتاب فصل مابین العداوۃ والحسد۔ رسائل ج ۱ ص ۳۴۴

توضیح: مطلب یہ کہ لوگ عموماً عیب جو زیادہ اور پردہ پوش کم ہوتے ہیں۔

۱۱۴ عمرؓ کے متعلق بیان کیا گیا کہ آپ نے فرمایا، "میں تم سب کو شورش پسند عوام سے اچھا برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ لوگ آگ بجھانے اور رخنے بند کرنے والے ہیں۔

کتاب فصل مابین العداوۃ والحسد۔ رسائل ج ۱ ص ۳۶۶

ملحوظہ: جاحظ کی عبارت کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قول سے عمرؓ کی مراد یہ ہے: شورش پسند عوام بردبار حاکم کا غصہ برداشت کر لیتے اور حکومت کے خلاف سازش کرنے والوں کے راز فاش کر دیتے ہیں۔

۱۱۵ عمرؓ جب کسی کو کہیں کا حاکم (والی) مقرر کرتے تو اس پر چار شرطیں عائد کرتے تھے ۔ وہ برذون (ترکی نسل کے گھوڑے) پر سواری نہ کرے۔ کسی ایسے شخص کو مقرر نہ کرے جو عوام کو اس کے روبرو براہ راست آنے سے روکے (یہ اوٹ، پردہ یا دیوار یا احاطہ دار مکان بھی ہو سکتا تھا)۔ ریشمی (یا باریک و مہین) کپڑا نہ پہنے، اور نہ میدہ کی روٹی کھائے۔ (ایسے آٹے کی کوئی شکل استعمال نہ کرے جس میں سے اس کا بھوسا نکال دیا گیا۔)

کتاب الحجاب ـــــ رسائل ج ۲ ص ۳۱

یادداشت: برذون فارسی سے عربی میں آیا۔ اصلاً غالباً ترکی یا یونانی لفظ ہے۔

درمک یا درمق بھی فارسی الاصل ہے۔ عربی میں دخیل ہونے میں شبہ نہیں۔ عربوں کے لئے یہ تینوں اشیاء آرام طلبی اور دولت مندی کی نشانی بھی جاتی تھیں۔

۱۱۶ عمرؓ اپنے عاملوں کو ہدایت کیا کرتے تھے کہ خبردار! اپنے اور عوام کے درمیان کوئی

حائل نہ ہونے پائے (خواہ شخص یا در و دیوار)۔ اپنے احکام اور اپنے فیصلے باہر نکل کر سب کے روبرو ظاہر و واضح کرو۔ ان سے اپنے حقوق و واجبات (خواہ از قسم مال ہوں یا وفاداری و نصیحت) حاصل کرو۔ اور تم پر جو حقوق و واجبات عائد ہوتے ہیں وہ سب پورے کرو۔ کیونکہ اگر کسی شخص کو اس کا حق نہ مل سکے تو اس کے ساتھ زیادتی ہوئی۔ پھر یہ بیچارہ مجبوراً اپنے ہی جیسے دوسرے بیچاروں کی طرح اپنا علاقہ چھوڑ دے گا (اور کہیں اور جا بسے گا جہاں زیادتی نہ ہوتی ہو) اور تمہارا علاقہ ویران ہو جائے گا۔

کتاب الحجابہ۔ رسائل۔ ج ۲ ص ۱۳۱

۱۱۷ عمرؓ نے اپنے عامل شام معاویہؓ کو لکھا:

اللہ کی ستائش اور اس کے رسولؐ پر سلام کے بعد۔ میں نے تم کو یہ خط لکھ کر تمہاری اور اپنی خیر خواہی میں بالکل کوتاہی نہیں کی ہے۔ خبردار! تمہارے اور عوام کے درمیان کوئی روک ٹوک نہیں ہونی چاہیئے۔ کمزور کو تمہارے یہاں آنے کی بے تکلف اجازت ہو۔ اس کو اپنے قریب کرو تاکہ اس کی زبان کھلے اور اس کے دل سے خوف نکل جائے۔ جو لوگ تمہارے قریبی علاقے کے نہیں ہیں بلکہ دور سے آتے ہیں اور تمہارے لئے اجنبی ہوتے ہیں ان سے واقفیت پیدا کرو کیونکہ اگر تمہارے سامنے آنے سے انھیں بہت دیر (دنوں) رکنا پڑے اور وہ باریابی کی اجازت ملنے میں تنگی محسوس کریں تو وہ اپنا حق چھوڑ دیں گے۔ اور ان کا دل بیٹھ جائے گا۔ دراصل ان کا حق اس شخص نے تباہ کیا جو اس کو اپنے یہاں آنے اور اپنا حق طلب کرنے سے روکے۔

اگر تمھیں دو جھگڑے والوں میں کسی فیصلہ پر پہنچنا واضح نہ ہو تو فریقوں کو آپس میں صلح کرنے کی ترغیب دو (صلح کے فائدے بتاؤ) اور اگر تمہارے روبرو ایسے مدعی و مدعی علیہ ہوں کہ مدعی کی دلیلیں ٹھیک اور درست ہوں اور مدعی علیہ کی قسموں میں کسی طرح کا ابہام نہ ہو تو پھر تمھیں جو بھی فیصلہ اقرب الی الصواب معلوم ہو اسے فوراً جاری و نافذ کر دو۔

اللہ تمھیں سلامت رکھے۔

کتاب الحجاب۔ رسائل ج ۲ ص ۳۱

۱۱۸ عمرؓ سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے کہا میں نکاح میں اپنے آپ پر کچھ حد سے زیادہ ہی بوجھ ڈالتا ہوں کہ شائد مجھ سے اللہ کسی متنفس کو پیدا کرے جو اس کی یا کی بیان کرے۔

مفاخرۃ الجواری۔ رسائل ج ۲ ص ۱۰۳

۱۱۹ عمرؓ نے زید بن عمرو بن نفیل کی لڑکی عاتکہ سے شادی کی جو بیوہ ہو چکی تھیں یہ عبداللہ بن ابی بکر صدیق کی بیوی رہی تھیں۔ عبداللہ غزوۂ طائف میں زخمی ہو کر فریش ہو گئے تو انھوں نے عاتکہ سے یہ پیان باندھا کہ ان کی وفات کے بعد وہ کبھی کسی اور سے شادی نہیں کریں گی تو انھیں اپنے مال کا ایک حصہ بطور تحفہ دیں گے۔ یہ مال اس ورثہ کے علاوہ ہوگا جو شرعاً بحیثیت بیوی بیوہ ہونے پر شوہر کے مال سے ملتا ہے۔

اس وقت عاتکہ نے چند شعر کہے تھے ازاں جملہ وہ شعر بھی ہے جس کا حاصل معنی یہ ہے: میں قسم کھاتی ہوں کہ تمھاری وفات کے بعد تم پر میری آنکھیں ہمیشہ گرم آنسو بہاتی رہیں گی اور میرے جسم پر کبھی ابٹن نہیں ملا جائے گا۔ (خوشبو نہیں لگاؤں گی)

عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ عدت کی مدت پوری ہو گئی۔ (اس کے بعد بھی قابل لحاظ وقت گذر گیا تو) عمرؓ نے عاتکہ کو شادی کا پیغام دیا۔ اور یہ بھی پیشکش کی کہ عبداللہ مرحوم نے جتنا مال دیا ہے اتنا ہی مال میں بھی دوں گا۔ اور تم اس کو عبداللہ کی طرف سے صدقہ دے سکتی ہو۔ (اس سے تم اور وہ دونوں مستحق ثواب ہوں گے) عاتکہ راضی ہو گئیں۔

عقد ازدواج کے بعد حسب سنت عمرؓ نے ولیمہ کیا۔ اس میں انصار و مہاجرین کو بلایا۔ علیؓ بھی عمرؓ کے گھر آئے۔ دلہن کے لئے سجائے ہوئے کمرہ کا رخ کیا۔ پردہ اٹھایا۔ اس کی طرف نظر ڈالی اور وہ شعر دہرائے جو عاتکہ نے کہے تھے۔ یہ سن کر عاتکہ جھینپ گئیں

اور شرم کے مارے اپنا سر نہوڑ لیا۔

علیؓ نے عاتکہ کو جب اس بات پر غیرت دلائی کہ اس نے اپنے شوہر کے مرتے وقت اس سے کیا ہوا قول و قرار توڑ دیا۔ اور وہ جھینپی شرمائی تو عمرؓ کو بُرا لگا۔

عمرؓ نے کہا: ابو الحسن! اللہ تم پر رحم کرے! تم نے ایسا کیوں کیا؟ کیا ارادہ تھا؟

علیؓ: میرے دل میں ایک خواہش تھی وہ میں نے پوری کی۔

کتاب القیان۔ رسائل ج ۲ ص ۱۵۱، ۱۵۲

یادداشت: اس واقعہ سے جاحظ یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر تفنن طبع، مذاق و مزاح ناجائز ہوتا تو سب سے پہلے عمرؓ اس کا انکار کرتے اور اگر حرام ہوتا تو اس کی ممانعت کر دیتے کہ آپ کی پرہیزگاری، پاکیزگی و علم و فقہ میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اپنے اس قول کی تائید میں جاحظ نے بطور شہادت رسول اللہ صلعم کی وہ حدیث نقل کی ہے جو صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلعم ۶۲ باب ۶ نیز کتاب النکاح ۶۷ باب ۱۰۸ اور کتاب التعبیر ۹۱ باب ۳۱، ۳۲ میں بھی آئی۔

ماحصل اس حدیث شریف کا یوں معلوم ہوتا ہے:

رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ میں نے جنت میں ایک پرشکوہ عمارت دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کس کی ہے تو کہا گیا کہ عمر بن الخطاب کی ہے۔ مجھے تمھاری غیرت مانع نہ ہوتی تو میں اس کا رخ کرتا۔

عمرؓ نے فرمایا: شعر ایک کلام ہے (موزوں) اچھا اور بُرا۔ مفید و مضر یا خوب و ناخوب۔ جو اُن میں خوب ہیں تو انھیں خوب ہی سمجھنا اور جو ناخوب ہیں انھیں ناخوب ہی سمجھنا یا اس کے برعکس خیال کرنا درست نہ ہوگا۔

کتاب القیان۔ رسائل ج ۲ ص ۱۶۰

یادداشت: حدیث النبی صلعم میں شعر کی مدحت و مذمت کے لئے کم از کم درج ذیل مصادر مع شروح سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

صحیح البخاری۔ کتاب ۷۸ ـ ب ۲۹

صحیح المسلم ـ کتاب ۴۱ ح ۱ و ۷ تا ۹

سنن ابی داؤد ـ کتاب ۳۷ ـ باب ۳۷ و کتاب ۴۰ ب ۸۷

سنن الترمذی ـ کتاب ۴۱ ـ باب ۶۹، ۷۰، ۸۱

سنن النسائی ـ کتاب ۸ باب ۲۳، ۲۴ + کتاب ۴۲ ـ ب ۱۰۷، ۱۱۹

سنن ابن ماجہ ـ کتاب ۳ باب ۵ + کتاب ۲۰ ب ۳۱ ـ کتاب ۳۳ ب ۴۱

(ختم)

اردو کے منفرد شاعر
حرمت الاکرام
کا
تازہ شعری مجموعہ

جلوۂ نمو

جلد تر آپ کے ہاتھ میں ہوگا
تفصیلات کا انتظار کیجئے

حلقۂ ترویج ادب ۱۳ ام باغ مرزاپور یوپی